محمد نعمان فاروقی

اَمن کی ضرورت واہمیت اور شرعی رہنمائی

کسی بھی کامیاب ملک یا علاقے کی دو خصوصیات ہوتی ہیں:

۱۔امن ۲۔خوش حالی

دنیا نے ترقی و عروج کی جس قدر بلندیوں کو چھوا تو بالآخر انہی دو چیزوں کو بنیاد تسلیم کیا، اور ترتیب بھی یہی رکھی کہ پہلے امن، پھر خوش حالی۔ خوش حالی اور وسائل کی بہتات ہو مگر لوگ لڑ لڑ کر مرتے رہیں تو وہ آسودہ حالی بھی کسی کام نہیں آتی۔ کسی بھی معاشرے اور ملک میں امن اوّلین ترجیح رکھتا ہے۔ اس لیے تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ اور لختِ جگر کو بے آب و گیاہ علاقے میں آباد کرتے ہوئے جو دعا مانگی تھی، اس میں یہ بھی تھا کہ ﴿رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ﴾[1]

"اے اللہ! اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے اور یہاں کے باسیوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما۔"

یہ کلمات اللہ کے حضور دعا کی حیثیت رکھتے تھے مگر بعد والوں کے لیے تربیتی پہلو سے یہ ایک اور اساس فراہم کر رہے تھے، اور وہ یہ تھی کہ امن ہو گا تو شہر آباد ہو گا اور خوش حالی آئے گی۔

امن کی طرف نبی ﷺ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے ظلم و زیادتی سے جس قدر روکا، حقوق کی پاسداری کی جو بھی اہمیت دلائی، فتنوں کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا اور اسلحے کے حوالے سے جو بھی راہ نمائیاں فرمائیں، مسلمان بھائی کو ہاتھ سے کیا، زبان سے بھی محفوظ رکھنے کی سخت تلقین فرمائی، اسی طرح اقلیتوں کے قتل پر جنت کی خوشبو تک نہ سونگھنے کی وعید سنائی، جبکہ آج کے بگڑے معاشروں میں کئی لوگ اُنہیں قتل کر کے اور فساد بپا کر کے اپنے آپ کو جنتی سمجھے بیٹھے ہیں۔ بہر حال یہ سب نبوی تعلیمات فروغِ امن ہی کے لیے ہیں۔

---

۱ سورۃ البقرۃ: ۱۲۶

آپ ﷺ کی خواہش ہوتی کہ ہر مہینہ پُر امن گزرے، اسی لیے آپ ﷺ نیا چاند دیکھ کر امن و سلامتی کی دعا فرماتے: «اللهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ»[1]

"اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔"

ان اقدامات سے نبی ﷺ کے ہاں امن کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اللہ کی صفاتِ عالیہ میں سے 'السلام' اور 'المؤمن' بھی ہیں، یعنی سلامتی والا اور امن دینے والا۔[2]

ان صفاتِ الٰہی کو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ لوگ امن کی اپنی کاوشوں کے ساتھ ساتھ امن کے سرچشمے کو کہیں بھول نہ جائیں۔ یعنی اس سے امن طلب کریں۔

قرآن مجید میں لوگوں سے یہ سوال کیا گیا ہے: ﴿ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ﴾[3]

"کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمانوں میں ہے؟"

یہ اور اسی قسم کے دیگر سوالات یہ بتاتے ہیں کہ اگر اللہ کا خوف ہو تو پھر ہی حقیقی امن آسکتا ہے۔ کیونکہ وہی ذات خوف سے چھٹکارا دے کر امن دلاتی ہے:

﴿وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ "اور اسی نے خوف سے امن بخشا۔"

لیکن امن بخشنے کے لیے بھی اس نے قاعدے مقرر فرمائے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾[4]

"اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے ان سے پہلے اس نے خلافت دی تھی اور انہیں اس دین کا استحکام دے گا جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ضرور ان کے خوف کو امن میں بدل

---

١ ظلال الجنۃ فی تخریج السنہ از شیخ ناصر الدین البانی: رقم ٣٧٦

٢ سورۃ الحشر: ٢٣

٣ سورۃ الملک: ١٧

٤ سورۃ النور: ٥٥

دے گا۔"

حسب ذیل ایک اور آیت میں بھی دنیا اور آخرت میں حصول امن کا ایک ضابطہ بتادیا گیا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۠ ﴾[1]

"در حقیقت تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔"

اس آیتِ کریمہ میں ظلم سے مراد شرک ہے اور شرک بھی امن کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ بلادِ اسلامیہ کے باسی اگر امن چاہتے ہیں تو قرآن کی روشنی میں اس کی بنیاد ایمان اور عمل صالح ہے۔ اسی سے ہمیں اللہ کی طرف سے امن کی منزل مل سکتی ہے۔ امن وسکون کی یہی وہ نعمت تھی جو عہد نبوت اور اس کے بعد خلافتِ راشدہ کے عہد میں دیکھی گئی، اور وہ پیش گوئیاں پوری ہوئیں جو آپ ﷺ نے امن وامان کی صورت حال کے متعلق دی تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

«وَاللهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ»[2]

"واللہ! البتہ وہ ضرور اس معاملے کو انجام تک پہنچائے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک کا سفر کرے گا، اسے اللہ کے سوا کسی کا بھی کوئی خوف نہیں ہو گا۔"

اسی طرح آپ ﷺ سے جب ایک شخص نے فاقہ کشی اور ایک شخص نے ڈاکہ زنی کی وارداتوں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللهَ»[3]

"تو اگر (اے عدی) تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ایک ایسی عورت کو ضرور دیکھو گے جو حیرہ سے اکیلی بیت اللہ کے طواف کے لیے جائے گی۔ اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہو گا۔"

---

۱ سورۃ الانعام: ۸۲

۲ صحیح بخاری: ۳۶۱۲

۳ صحیح بخاری: ۳۵۹۵

سیّدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دل میں کہا کہ پھر قبیلہ طے کے ڈاکو کہاں جائیں گے؟ حدیث بیان کرنے کے بعد سیّدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی آنکھوں سے حیرہ سے کعبہ کا سفر کرنے والی خاتون دیکھی جسے اللہ کے سوا کسی کا کوئی خوف نہیں تھا۔

دراصل یہ کمالِ امن کی نشانی ہے کہ ایک عورت، جو معاشرے میں رہتے ہوئے بھی مامون نہیں ہے، اس کے امن کا یہ عالم ہو گا کہ اتنے لمبے اور پر خطر راستے پر بلا خوف و خطر سفر کر پائے گی۔ یہ کسی بھی علاقے کی امن کی بہترین صورتِ حال کی ایک عملی دلیل ہے۔ امن کی اس منزل کے لیے ایمان و عمل سے سرشار اور خوفِ الٰہی سے بھرپور معاشرہ درکار ہے۔ اس کے لیے اصول وضوابط مقرر فرما دیے گئے، اب معاشرے کو مثالی بنانا لوگوں کا کام ہے اور امن نصیب کرنا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

امن کی ایسی مثالی صورتِ حال کے لیے کسی ملک کے قانون اور ضابطے وہ کردار ادا نہیں کر سکتے جو خوفِ الٰہ سے ہو سکتا ہے۔ اس لیے امن حاصل کرنے کے لیے اللہ کا خوف قوم کے ہاں ہونا چاہیے۔ یہ وہ ضابطہ ہے جس سے عمومی طور پر لوگ کنارہ کش رہتے ہیں اور امن کے لیے اپنی سے کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کی صورتوں میں ایک یہ صورت بھی بیان فرمائی ہے:

﴿أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ﴾[1] ”یا اُنہیں خوف میں مبتلا کر کے پکڑ لے؟“

یعنی کسی قوم پر خوف مسلط ہو جائے تو یہ بھی عذاب ہی کی ایک صورت ہے۔ ہمارے ملک پر خوف کے جو سائے مسلط ہیں اور دہشت کی جس قدر زد میں ہیں، یہ بھی عذاب ہی کی ایک صورت محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے امن کے حصول کے لیے اللہ کی طرف رجوع کی بھی ضرورت ہے۔

اللہ سے خوف ہو تو پھر قانون سازی کرتے ہوئے بے انصافیاں نہیں ہوتیں۔ کسی کے حق میں نرمی اور کسی کے گرد قانون کا شکنجہ کسا نہیں جاتا بلکہ ایسی صورت میں ہر ایک سے ایک ہی طرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ الغرض! خوف کے سائے دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا ضروری ہے تب امن کی منزل حاصل ہو گی۔

1 سورۃ النحل: ۴۷